1 اقتصادی صورتحال

1.1 خلاصہ

مالی سال 2008ء کا نصف آخر اور مالی سال 2009ء کے ابتدائی مہینے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پے در پے دشواریاں لے کر آئے جن کی وجہ سے ایسے ہنگامی اقدامات کی ضرورت ثابت ہو چکی ہے جو پوری معیشت میں استحکام لائیں۔ گرانی کے دباؤ میں تیزی سے اضافہ، نمو میں کمی، اور بہت بڑے (اور مسلسل بڑھتے ہوئے) بیرونی اور مالیاتی خسارے وہ بنیادی وجوہات ہیں جنہوں نے معاشی استحکام کمزور کر دیا۔ ان بنیادی وجوہات پر بین الاقوامی حالات کا بھی اثر تھا، جیسے خوراک اور تیل کی اجناس میں غیر معمولی اور اچانک اضافہ، تاہم ملک کے اندرونی حالات اور پالیسی فیصلوں نے بھی اس میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

جدول 1.1: مالی سال 08ء کی معاشی صورتحال، اہم عناصر

	اکائی	جولائی-اکتوبر	نومبر-جون	جولائی-جون
گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	اوسط مدت	7.6	14.1	12.0
گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (آخری مدت)	سال بسال	9.3	21.5	21.5
ایس بی پی سے حکومتی قرض گیری	ارب روپے	23.3	665.4	688.7
جاری حسابات کا خسارہ	جی ڈی پی کا فیصد	1.8	6.6	8.4
بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو	فیصد	7.6	2.4	3.7

بجلی کی کمی، بعض نقد آور فصلوں کی مایوس کن کارکردگی، اور حکومتوں کی تبدیلی کے دوران پالیسی کے حوالے سے غیر یقینی حالت ملکی پیداوار کو بری طرح متاثر کرنے والے اسباب ہیں۔ نتیجتاً مالی سال 2008ء میں جی ڈی پی میں حقیقی نمو کم ہو کر 5.8 فیصد رہ گئی جبکہ گزشتہ سال یہ 6.8 فیصد رہی تھی (دیکھئے **جدول 1.2**)۔ حقیقی پیداوار کے شعبے میں کمزوری، طلب کے استحکام اور اجناس کی بلند عالمی قیمتوں نے یکجا ہو کر کئی مسائل کو جنم دیا جن میں چند مسائل گرانی کے دباؤ میں اضافہ، جاری حسابات کا بڑھتا ہوا خسارہ، زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی، بڑھتا ہوا سرکاری قرضہ اور روپے کی قدر میں اضافہ ہیں۔

گرانی کا دباؤ مالی سال 2008ء کے نصف آخر میں خصوصاً مستحکم رہا۔ مالی سال 2008ء کے دوران صارف اشاریہ قیمت (ص ا ق) گرانی 12 فیصد تک جا پہنچی جو کہ گزشتہ سال 7.8 فیصد تھی (دیکھئے **جدول 1.1**)۔ مالی سال کے ابتدائی مہینوں میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت نہیں بڑھی جو کہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے زری سختی کے اثرات کا اظہار تھا۔ تاہم بعد ازاں گرانی کا دباؤ تیزی سے بڑھا: (1) طلب اور رسد کا توازن بگڑ گیا، اور (2) اجناس کی تاریخی طور پر عالمی بلند قیمتوں کا اثر بھی پاکستان میں بالخصوص طاقتور رہا۔[1]

ان حالات میں گرانی میں سرعت سے اضافہ ہوا (جیسا کہ ص ا ق گرانی میں تیز رفتار اضافے (سال بسال) سے ظاہر ہے جو جون 2007ء کی سطح 7 فیصد سے جون 2008ء میں 21.5 فیصد ہو گیا) جس سے اسٹیٹ بینک کو مزید زری سختی لانے اور زری میکانیت کی ترسیل بہتر بنانے کے اقدامات بار بار کرنے پڑے۔ یہ حالات مالی سال 2009ء میں بھی برقرار ہیں جبکہ گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (سال بسال) اکتوبر 2008ء میں 25 فیصد پر پہنچ چکی ہے۔

مالی سال 2008ء کے بھاری مالیاتی خسارے (جی ڈی پی کا 7.4 فیصد) کی تسکیک سے گرانی مزید بڑھ گئی۔ م س 08ء کے دوران حکومت نے اعانت میزانیہ کے لیے اسٹیٹ بینک سے 688.7 ارب روپے لیے جو اس مالی سال میں حکومت کی مجموعی مالکاری ضروریات کا لگ بھگ 90 فیصد ہے۔ اس سے اسٹیٹ بینک کے پاس ایم آر ٹی بی کا حجم جون 2008ء کے اختتام پر 1053 ارب روپے ہو گیا جبکہ گذشتہ سال جون میں یہ 452.1 ارب روپے تھا۔ م س 08ء کے دوران زر وسیع کے مجموعوں (زر 2) کی نمو میں اگرچہ کمی آئی، زر بنیاد میں نمو 21.6 فیصد تک جا پہنچی جو گذشتہ مالی سال میں 20.9 فیصد تھی۔ ملک میں (سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں) قرضے کی طلب م س 08ء کے دوران تیزی سے بڑھ کر 29.3 فیصد ہو گئی جو پچھلے سال 15.8 فیصد تھی۔ حکومت کی اچانک قرض گیری کے نتیجے میں زر بنیاد میں تیزی سے نمو ہوئی اور پالیسی ریٹس میں تبدیلیوں کا اثر خردہ شرح سود تک منتقل نہ ہو سکا۔

---

1 مؤخر الذکر کی وجہ یہ رہی کہ بلند مالیاتی اور جاری خساروں نے ملکی معیشت کو سہارا دینے کی حکومت کی اہلیت کو بری طرح کمزور کر دیا۔ مالی سال 2008ء کے دوران مالیاتی خسارے نے 11 سالہ ریکارڈ توڑ دیا جبکہ بیرونی خسارہ تاریخ کی بلند ترین سطح پر جا پہنچا۔

جدول 1.2: منتخب معاشی اظہاریے

	م س03ء	م س04ء	م س05ء	م س06ء	م س07ء	م س08ء	
						اہداف	اصل
			فیصد				
حقیقی جی ڈی پی (فیکٹر لاگت پر)[1]	4.7	7.5	9.0	5.8	6.8	7.0	5.8
زراعت	4.1	2.4	6.5	6.3	3.7	4.8	1.5
اہم فصلیں	6.8	1.7	17.7	-3.9	8.3	4.5	-3.0
اشیا سازی	6.9	14.0	15.5	8.7	8.2	10.9	5.4
بڑے پیمانے پر	7.2	18.1	19.9	8.3	8.6	13.0	4.8
شعبہ خدمات	5.2	5.8	8.5	6.5	7.6	7.1	8.2
صارف اشاریہ قیمت (م س01ء=100)	3.1	4.6	9.3	7.9	7.8	6.5	12.0
حساس اشاریہ قیمت (م س01ء=100)	3.8	6.0	11.1	7.8	9.4	-	14.2
زر وسیع (زر2)	18.0	19.6	19.3	15.2	19.3	13.5	15.3
زر محفوظ	14.5	15.4	17.6	10.2	20.9	-	21.6
نجی شعبے کے قرضے	20.9	34.3	34.4	23.5	17.3	-	16.5
برآمدات (ایف او بی)	22.2	10.3	16.9	14.3	3.2	13.1	13.2
درآمدات (سی آئی ایف)	18.2	27.6	32.1	38.8	6.9	5.8	30.9
زرمبادلہ کے سرکاری سیال ذخائر[2] (ملین امریکی ڈالر)	10,769	12,389	12,598	13,122	15,646	-	11,399
			جی ڈی پی کا فیصد				
کل سرمایہ کاری	16.8	16.6	19.1	22.1	22.9	23.8	21.6
قومی بچتیں	20.8	17.9	17.5	18.2	17.8	18.8	13.9
ٹیکس محاصل	10.1	9.8	9.6	9.8	10.2	10.2	10.0
مجموعی محاصل	14.9	14.1	13.7	14.0	14.9	13.2	14.3
میزانیہ اخراجات	18.6	16.4	17.0	18.2	19.2	17.5	21.7
بجٹ خسارہ	3.7	2.3	3.3	4.2	4.3	4.2	7.4
بیرونی جاری حسابات کا توازن	4.9	1.8	-1.4	-3.9	-4.8	-	-8.4
مجموعی قرضے (بشمول واضح قرضے)	80.1	71.4	65.8	59.5	57.9	-	60.7
(الف) ملکی قرضے	38.0	35.1	32.8	30.1	29.9	-	30.6
(ب) غیر ملکی قرضے	39.5	34.4	31.3	28.2	27.0	-	29.0
(ج) واضح واجبات	2.5	2.0	1.7	1.3	1.0	-	1.1

[1] مالی سال 08ء کے دوران جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصہ اس طرح ہے: زراعت (20.9 فیصد)، صنعت (25.9 فیصد) اور خدمات (53.2 فیصد)۔

[2] غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر بشمول ایف ای امانتوں پر مطلوبہ نقد محفوظ / لازمی شرح سیالیت۔ نوٹ: یہ اہداف سالانہ منصوبے، تجارتی پالیسی اور مالی سال 08ء کے بجٹ پر مشتمل ہیں۔

مالیاتی حسابات پر دباؤ مالی سال 05ء سے برقرار ہے تاہم قرض کے اظہاریوں میں مسلسل بہتری، ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے اضافے اور زلزلے کے بعد ترقیاتی اخراجات[2] بڑھنے کے نتیجے میں مالیاتی توسیع کو، اور معاشی استحکام کے لیے اس کے مضمرات کو ایک حقیقت تسلیم کرلیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مالی سال 2008ء کے دوران مالیاتی حسابات میں تیزی سے ہونے والی کمی بیرونی حسابات، گرانی کی صورتحال اور قرضے کے اظہاریوں پر اپنے منفی اثرات کی بنا پر برقرار نہیں رہے گی۔ مالیاتی نظم وضبط میں آنے والی کمزوری اور بے حد مہنگے ملکی قرضوں کی عرصیت کی وجہ سے مالی سال کے دوران مالیاتی خسارے میں اچانک توسیع ہوئی۔ اس میں بعض اہم اشیا/خدمات کو زرِاعانت دینے کے نتائج کو بھی دخل ہے۔ یہ صورتحال غور وفکر کا تقاضا کرتی ہے:

☆ **سب سے پہلے، پائیدار اقتصادی نمو کے لیے ضروری ہے کہ مالیاتی اخراجات (بالخصوص وہ جن کا تعلق مرضی واختیار سے ہو) دستیاب وسائل کے اندر یا قریب قریب**

[2] اکتوبر 2005ء کے زلزلے سے ہونے والی تباہی کے حوالے سے بعض اخراجات کا جواز نکلتا ہے، تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان ضروری اخراجات کو ایڈجسٹ کرنے کے بعد بھی یہ منفی رجحان برقرار ہے جس کی طرف اسٹیٹ بینک بار بار اشارہ کر چکا ہے (مثلاً تیسری سہ ماہی رپورٹ (انگریزی) مالی سال 06-2005ء صفحہ 2 اور 55، سالانہ رپورٹ (انگریزی) مالی سال 06-2005ء صفحہ 73، اور سالانہ رپورٹ (انگریزی) مالی سال 07-2006ء صفحہ 8 اور 5)۔

ہونے چاہئیں۔ بہ الفاظ دیگر سرکاری اخراجات میں اضافے سے پہلے محاصل میں اضافے یا کمی کے رجحانات کو پیش نظر رکھا جائے، نیز مرکزی بینک سے حکومت کی قرض گیری کی روک تھام کے لیے ایک قانونی فریم ورک لاگو ہونا چاہیے۔

☆ **دوسرے، ٹیکس میں لچک بڑھانے کی غرض سے کوششوں کی ضرورت ہے۔** جہاں تک ممکن ہو سرکاری اخراجات صرف اس لیے استعمال کیے جائیں کہ عوام کو اشیا فراہم ہوں اور منڈی کو بے اثر ہونے سے بچایا جائے۔ ٹیکس کی وصولی کے دائرے میں توسیع اس کے لیے بنیادی اہمیت کی حامل ہوگی۔ معاشی نظریات ثابت کرتے ہیں کہ بھاری ٹیکس معیشت کے لیے تقریباً ہمیشہ خرابی کا باعث بنتے ہیں جن سے رقوم کے اختصاص میں گڑبڑ واقع ہوتی ہے۔

☆ **تیسرے، اہم نرخوں کے تعین میں حکومت کو اپنا کردار کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔** پاکستان کی حالیہ تاریخ اس امر کی غماز ہے کہ نرخوں کے تعین کے طریقوں میں حکومت کی زیادہ مداخلت پیداوار اور صرف کے فیصلوں کو متاثر کرسکتی ہے۔[3] مثال کے طور پر زراعت پر دی جانے والی ایندھن کی اہم اشیا استعمال کرنے سے مالیاتی خسارہ بڑھا۔ ان اشیا کی تیزی سے بلند ہونے والی عالمی قیمتوں کے اثرات صارفین تک نہ پہنچنے دیے گئے جس سے قومی خزانے پر بوجھ بڑھ گیا۔ م س08ء میں بڑھتی ہوئی طلب نے بھی بیرونی خسارے میں اضافہ کیا (کیونکہ لوگوں نے ایندھن کا کفایت سے استعمال نہیں کیا)۔ اس تناظر میں حکومت کا اہم ایندھن کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے منسلک کرنے کا فیصلہ قابل ستائش ہے۔

طلب کے دباؤ اور اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کی وجہ سے بیرونی جاری خسارہ بدتر حالت کو پہنچ گیا۔ مالی سال 2008ء میں بیرونی جاری خسارہ 14.1 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلندی (جی ڈی پی کا 8.4 فیصد) تک جا پہنچا جو کہ گزشتہ مالی سال میں صرف 7 ارب ڈالر (جی ڈی پی کا 4.8 فیصد) تھا۔

پاکستان کے بیرونی حسابات میں تیزی سے آنے والی اس ابتری کے اثرات کو اس عرصے کے دوران فاضل مالی کھاتے میں ہونے والی کمی نے دوچند کردیا۔ مالی سال 2008ء سے پہلے کے سازگار عالمی اور ملکی حالات کے باعث پاکستان نے رقوم کی آمد، ریاستی قرضوں کے اجرا اور غیرملکی اداروں سے رعایتی قرضوں کے ذریعے، اپنے بڑے (اور بڑھتے ہوئے) جاری خسارے کی بڑی سہولت سے مالکاری کرلی تھی۔ تاہم، جیسا کہ اسٹیٹ بینک نے متعدد رپورٹوں میں اشارہ دیا تھا، مالکاری رقوم کی یہ آمد کم ہونے سے معیشت کے متاثر ہونے کا خطرہ بھاری خساروں کی وجہ سے بڑھ چکا ہے۔ جزدانی سرمایہ کاری بالخصوص تغیرپذیر ہے اور حالیہ برسوں میں مالی رقوم میں اس کا بڑھتا ہوا حصہ باعث تشویش ہے۔

چنانچہ مالی سال 2008ء میں جب عالمی مالی بحران کا آغاز ہوا اور اندرونی اقتصادی اور سیاسی تبدیلیوں سے ملک کے خطرے سے دوچار ہونے کا تاثر گہرا ہوگیا تو سرمائے کی عالمی منڈیوں سے مدد لینا پاکستان کے لیے ممکن نہ رہا۔ نجکاری کے زیرغور منصوبے ملتوی کرنے پڑے، ساورن قرضوں کا اجرا مؤخر دیا گیا اور جزدانی سرمایہ کاری انتہائی کم ہوگئی۔ سرمائے کی آمد گھٹنے سے زرمبادلہ کے ذخائر بھی کم ہونے لگے اور اس عرصے کے دوران شرح مبادلہ پر دباؤ بڑھنے لگا۔ اس صورتحال کو زرمبادلہ کی منڈی میں بڑے پیمانے پر سٹہ بازی نے مزید بگاڑ دیا۔ نتیجتاً جون مالی سال 2008ء کے اختتام پر زرمبادلہ کے ذخائر 5.1 ارب ڈالر کمی سے 11.3 ارب ڈالر رہ گئے جبکہ شرح مبادلہ میں 11.5 فیصد کمی ہوئی۔

بیرونی حسابات کے توازن میں یہ نیا اور غیرمعمولی بگاڑ طلب کے انتظام اور شرح مبادلہ میں ردوبدل کا تقاضہ کرتا ہے۔ پاکستان نے شرح مبادلہ کی آزادانہ فلوٹنگ کا طریقہ 1999ء میں اپنایا تھا۔ رقوم کی آمد اور نکاسی میں، ابتدائی چند برسوں کے سوا، توازن سازگار رہا جس سے پاکستان نہ صرف زرمبادلہ کے ذخائر بڑھانے میں کامیاب رہا بلکہ اس کی شرح مبادلہ بھی نسبتاً مستحکم رہی۔ تاہم اب جبکہ یہ توازن بگڑ چکا ہے، رقوم کی نکاسی آمد کے مقابلے میں بہت بڑھ چکی ہے، پاکستان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ زرمبادلہ کے ذخائر کی اس سطح تک پسپا ہوجائے جو گزشتہ چند برسوں میں جمع کیے گئے تھے۔ نتیجتاً یہ ذخائر کم ہوئے۔ غیرملکی کرنسی کی طلب رسد کے مقابلے میں بہت زیادہ بڑھ چکی تھی چنانچہ روپے اور ڈالر کی شرح تبادلہ تیزی سے گرنے لگی۔ اسٹیٹ بینک نے بڑھی ہوئی تغیرپذیری کو کم کرنے اور روپے کی گرتی ہوئی قدر کو بچانے کے لیے اگرچہ منڈیوں میں مداخلت کی تاہم یہ کوئی مستقل حل نہیں ہوسکتا۔ اعداد و شمار یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر کسی مخصوص شرح مبادلہ کو روکنے کی کوشش کی جائے، جبکہ بنیادی عدم توازن موجود ہو، تو وہ نہ صرف ناکام رہے گی،

3 مثال کے طور پر اہم ایندھنوں کی زراعت کے تحت صرف نے مالیاتی خسارے کو براہ راست بڑھایا۔ جب عالمی نرخوں میں تیزی سے ہونے والا اضافہ صارفین کو منتقل نہ کیا گیا تو خزانے پر بوجھ بڑھ گیا۔ بڑھتی ہوئی طلب نے بھی مالی سال 08ء میں بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں اضافہ کیا (کیونکہ ملک میں ایندھن کے صرف میں کمی نہ لائی گئی)۔

بلکہ زرمبادلہ کے ذخائر مزید تیزی سے کم ہونے لگیں گے۔

مالی سال 2009ء کے ابتدائی مہینوں میں معیشت پر دباؤ بڑھا ہے، جیسا کہ تمام اہم اظہاریوں سے عیاں ہوتا ہے۔ اکتوبر 2008ء میں گرانی 25 فیصد پر برقرار ہے جس میں غذائی گرانی 31.7 فیصد کی غیر مستحکم (سال بسال) شرح پر ہے۔ خسارے کی مسلسل تسکیک سے گرانی کے دباؤ کو تقویت ملتی معلوم ہو رہی ہے، رواں مالی سال جولائی تا 17 نومبر مرکزی بینک سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری 378.9 ارب روپے ہو چکی ہے جو کہ گذشتہ مالی سال اسی عرصے میں 74.7 ارب روپے تھی۔

اجناس کی قیمتیں تیزی سے کم ہونے کے باوجود نسبتاً بلند رہیں جبکہ ملکی طلب بدستور بڑھی رہی، چنانچہ بیرونی خسارے میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا ہے جو رواں مالی سال جولائی تا اکتوبر سال بسال 98 فیصد اضافے سے تقریباً 6 ارب ڈالر تک جا پہنچا ہے جبکہ گزشتہ مالی سال اسی عرصے میں بیرونی خسارہ 3 ارب ڈالر تھا۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی مالکاری رقوم کی آمد، جو جولائی تا اکتوبر مالی سال 2008ء میں 3.1 ارب ڈالر تھی رواں مالی سال تیزی سے کم ہو کر 1.1 ارب ڈالر رہ گئی، جس سے ملکی معیشت کی کمزور ہوتی بنیادوں، اور گہرے ہوتے ہوئے بین الاقوامی مالی بحران کی عکاسی ہوتی ہے۔ چنانچہ زرمبادلہ کے ملکی ذخائر کا اخراج تیز ہو گیا۔ زرمبادلہ کے ذخائر اکتوبر 2007ء کے اختتام پر 16.5 ارب ڈالر کی بلند ترین سطح پر تھے، آٹھ ماہ بعد، جون 2008ء کے اختتام پر ان میں 5.1 ارب ڈالر کی کمی آ چکی تھی۔ یہ سلسلہ یہاں رکا نہیں، مالی سال 2009ء کے ابتدائی صرف چار ماہ میں زرمبادلہ کے ذخائر 4.6 ارب ڈالر کمی کے بعد 6.8 ارب ڈالر تک گر چکے ہیں۔

زرمبادلہ کے کم ہوتے ہوئے ذخائر نے شرح مبادلہ پر خاصا اثر ڈالا جس سے بین البینک روپیہ منڈی سے سیالیت کا نکاس ہوا (غیر ملکی کرنسی کی سیالیت کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے ملکی کرنسی کا انجذاب کیا)۔ سیالیت کا اتنا نکاس ہوا کہ زرکی منڈی میں شرح سود میں تیزی سے اتار چڑھاؤ آ گیا جس سے بینکوں کے بارے میں افواہیں پھیلنے لگیں۔ اسٹیٹ بینک نے اس موقع پر سیالیت کے خطرے کو بے اثر کرنے کے لیے لازمی شرح سیالیت میں کمی کے علاوہ دیگر بروقت اقدامات کیے۔ اقتصادی بنیادوں میں کمزوری کے نتیجے میں پاکستان کا ساورن کریڈٹ درجہ گر گیا۔

اجناس کی قیمتوں میں کمی ملی جلی کیفیت کی حامل ہے۔ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں حالیہ وسیع البنیاد کمی اگلے چند مہینوں میں بیرونی حسابات کے لیے خاصی مددگار ثابت ہوگی۔ اہم درآمدی اجناس مثلاً پیٹرولیم مصنوعات، خوردنی تیل، گندم، فولاد وغیرہ کی قیمتوں میں حالیہ بلندی کے بعد خاصی کمی (اکثر 35 سے 45 فیصد تک) دیکھی گئی ہے۔ اس طرح نئے سودوں میں پاکستان کا درآمدی بل یقیناً کم ہو جائے گا۔ تاہم چونکہ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی سے بعض برآمدی منڈیوں میں اقتصادی سست روی کے خدشات بھی ابھرتے ہیں، یہ خطرہ موجود ہے کہ تجارتی خسارہ اس حد تک کم نہیں ہوگا جس کی امید کی جا رہی تھی۔ برآمدات میں معقول کمی ہوئی اور/ یا اقتصادی لحاظ سے کمزور ہوتے ہوئے ملکوں (مثلاً امریکہ) سے ترسیلات کم ہوئیں تو مجموعی بیرونی خسارہ بڑھ سکتا ہے۔

نیز، اجناس کی کم عالمی قیمتیں گرانی میں کمی کے لیے مددگار نہیں ہوں گی، کیونکہ حالیہ مہینوں میں روپے کی قدر میں معقول کمی سے روپے کی قدر بڑھ سکتی ہے۔

چنانچہ مجموعی طلب میں کمی کی غرض سے پالیسی اقدامات، کچھ عرصے کے لیے، ناگزیر معلوم ہوتے ہیں۔ متضاد مالیاتی اور زری پالیسیوں کے ساتھ ساتھ، کچھ عرصے کے لیے، تجارتی پالیسی کو سخت کرنے کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اگر طلب کو تیزی سے کم کر کے معتدل کیا جا سکے تو مالیاتی اور جاری دونوں طرح کے خساروں میں بطور جی ڈی پی فیصد، مالی سال 2009ء میں وہ کمی لائی جا سکتی ہے جس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے (دیکھئے **جدول 1.3**)۔ نتیجتاً جی ڈی پی میں حقیقی نمو رواں مالی سال کے ہدف سے خاصی کم ہو سکتی ہے۔

طلب سے نمٹنے کی پالیسیوں کے گرانی پر اثرات کچھ عرصے بعد نمودار ہوں گے۔ رواں مالی سال کے دوران عمومی گرانی 20 فیصد سے زائد ہو جانے کی توقع ہے جس کے بعد یہ کم ہونے لگے گی۔ مالی سال 2009ء میں گرانی میں کمی کا انحصار ملکی طلب کے گھٹنے (جیسا کہ طلب پر قابو پانے کے حالیہ اقدامات کا معیشت پر اثر ہوگا)، منڈی میں قیمت کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے ملکی پیداوار میں بہتری اور عالمی معیشت میں سست روی کی وجہ سے اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی پر ہے۔

طلب میں کمی کے لیے مالیاتی اور انتظامی اقدامات کرتے ہوئے حکومت کو سرکاری شعبے میں کفایت شعاری کو یقینی بنانا چاہیے، یعنی یہ کہ نجی پیداوار اور سرمایہ کاری کا انخلا کم سے کم رکھنا ہوگا۔ دوسرے، صرفے کا حصہ کم ہو جائے تب بھی مجموعی طلب میں سرمایہ کاری کا حصہ بڑھانے کی شدید ضرورت ہے۔ ملکی بچت اور سرمایہ کاری دونوں کے فروغ کے لیے ترغیبات کے توازن کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

بلند پائیدار نمو اور کم گرانی کا مقصد حاصل کرنے کے لیے وسط مدت سے طویل مدت میں ملک کو سرمایہ کاری میں حائل انتظامی رکاوٹیں دور کرنا ہوں گی، کاروبار کی لاگت گھٹانا ہوگی اور پیداوار بڑھانا ہوگی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں، اس کے لیے خوب سوچی سمجھی سلسلہ وار انتظامی اصلاحات نافذ کرنا ہوں گی، دوسرے مرحلے کی اصلاحات نافذ کرنا ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ انفراسٹرکچر اور انسانی وسائل کی ترقی کے لیے سرمایہ کاری میں سرکاری و نجی شراکت کو فروغ دینا ہوگا۔

جدول 1.3: اہم معاشی اظہاریوں کی پیشگوئیاں

	م س08ء	م س09ء	
		سالانہ اہداف	پیشگوئیاں
	شرح نمو فیصد میں		
جی ڈی پی	5.8	5.5	3.5-4.0
اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت	12.0	11.0	20.0-22.0
زری اثاثے (زر 2)	15.3	14.0	12.0-13.0
	ارب امریکی ڈالر		
کارکنوں کی ترسیلات	6.5	7.7	7.5
برآمدات (ایف او بی-بی او پی اعداد و شمار)	20.1	22.9	21.5-23.0
درآمدات (ایف او بی-بی او پی اعداد و شمار)	35.4	37.2	35.5-36.0
	جی ڈی پی کا فیصد		
مالی خسارہ	7.4	4.7	4.3-4.8
جاری حسابات کا خسارہ	8.4	7.2	6.2-6.8

نوٹ: مالیاتی و جاری حسابات کے خسارے اور جی ڈی پی کے تناسبات کے اہداف مالی سال 09ء کے بجٹ کی نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں۔ جبکہ ان کی پیشن گوئیاں سال کی متوقع نامیہ جی ڈی پی پر مبنی ہیں۔

اقتصادی پالیسیاں روبہ عمل لانے میں دوسرے مرحلے کی اصلاحات کا کردار بھی اہم ہے۔ اداروں کی استعداد بڑھانا اور معیشت میں نظم و ضبط کو بہتر بنانا اس کا اہم جزو ہوگا۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ عالمی بینک کی ''کاروباری لاگت 2009ء'' کے اعتبار سے درجہ بندی میں پاکستان جنوبی ایشیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ تاہم دنیا کے 182 ملکوں کی فہرست میں پاکستان کا نمبر 77 واں ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ مثال کے طور پر، کنٹریکٹ پر عمل درآمد کے معاملے میں پاکستان کا نمبر 154 واں، کارکنوں کو ملازمت دینے کے معاملے میں 136 واں، ٹیکس کی ادائیگی کے معاملے میں 124 واں ہے جس سے قانونی اور ٹیکس نظام میں اصلاحات نافذ کرنے کی ضرورت کا اظہار ہوتا ہے، نیز مزدوروں کے لیے حالات کار بہتر بنانا بھی ضروری ہے۔ ملک کو صنعتی ترقی کا سفر تیز کرنے کی غرض سے بڑے پیمانے پر براہ راست بیرونی سرمایہ کاری درکار ہے لیکن اس کے لیے سرخ فیتے کی رکاوٹوں کو دور کرنا، ٹیکس کارروائی پر تیزی سے اور شفاف عمل درآمد، ضابطہ ساز اداروں کی حد سے زیادہ موجودگی کو ختم کرنا، مزدور قوانین کو سادہ بنانا، لاگتوں کو گھٹا کر کنٹریکٹ کے نفاذ کو مؤثر بنانا، تنازعات کو جلد دور کرنا اور کاروباری فرموں کی آمد اور واپسی کا عمل وسائل اور وقت کے ضیاع کے بغیر مکمل کرنا ضروری ہے۔

عالمی مسابقتی اشاریے (Global Competitive Index- GCI) میں پاکستان کا درجہ 100 سے گر کر 101 ہو گیا ہے جس کی بنیادی وجہ سرکاری اداروں کے معیار میں کمی ہے۔ جی سی آئی کے مطابق پاکستان کو اگرچہ اپنی وسیع منڈی کا فائدہ حاصل ہے (29 واں درجہ) تاہم انسانی وسائل میں پائے جانے والے نقائص کفایت حجم کی سہولت سے فائدہ اٹھانے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ صحت اور بنیادی تعلیم کے شعبوں میں پاکستان کا درجہ 116 واں، اعلیٰ تعلیم اور تربیت میں 123 واں، مزدور منڈی کی کارگزاری میں 121 واں اور ٹیکنالوجی کی قبولیت کے معاملے میں 100 واں ہے۔ یہ خامیاں ظاہر کرتی ہیں کہ پائیدار اقتصادی استحکام کی بازیافت اور مسابقت کے حصول کے لیے اصلاحات پر تیزی سے عمل درآمد کیا جائے۔

پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے مادی اور انسانی وسائل میں سرمایہ کاری بھی اہم ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان زراعت میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کی زبردست استعداد رکھتا ہے۔ تربیتی اور زرعی خدمات میں بہتری لانے، تصدیق شدہ بیجوں کے زیادہ استعمال، فصلوں کے لیے درکار معدنی اجزا کے متوازن مرکب کے استعمال، زمین ہموار کرنے سے لے کر فصل کی کٹائی تک تمام سرگرمیوں میں مشین کے استعمال، اور کم پانی سے پیداوار والے طریقوں پر عمل کرنے سے پیداواریت میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح معیشت کے دیگر شعبوں کے لیے بھی مواقع موجود ہیں۔

اقتصادی توازن کی بگڑتی صورتحال کی درستی کے اقدامات سے یقیناً مشکل تجارتی سودے عمل میں لانے پڑیں گے اور اصلاحات پر منظّم انداز میں عمل درآمد کے لیے طویل عرصہ درکار ہوگا کیونکہ معیشت عدم توازن بڑھنے کے اثرات سے نکلنے اور دشوار حالات سے مطابقت پیدا کرنے میں وقت لے گی۔ تاہم ماضی کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ درست منصوبہ بندی اور مرحلہ وار اصلاحات عمدہ نتائج دے سکتی ہیں، معیشت میں نشیب وفراز برداشت کرنے کی استعداد بہتر بناتی ہے اور طویل مدتی پائیدار نمو میں مدد دیتی ہے۔